غزل

اب تو یوں ہے کہ مجھے صلح کا یارا بھی نہیں
جانتا ہوں کہ بغیر اس کے، گزارا بھی نہیں

جس قدر تجھ سے تعلق ہے حریفانہ ہے
جز ترے اور مجھے کوئی پیارا بھی نہیں

جو ہوا، ٹھیک ہوا، ایسا تو ہونا ہی تھا
دوش میرا بھی نہیں، جرم تمھارا بھی نہیں

میں کہ ہر گام گرا، ڈھیر ہوا پر نہ ہوا
کیوں سنبھل جاتا کہ جب تو نے سہارا بھی نہیں

تو نے برباد کیا مجھ کو مری مرضی سے
زندہ رہنے نہ دیا تو نے تو مارا بھی نہیں

ہاں فقط میں نے یہی سوچ کے چاہا تھا تجھے
فائدہ اس میں نہ ہوگا تو خسارا بھی نہیں